السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

"کیا کافر ڈاکٹر سے علاج کرانا جائز ہے۔" الشیخ علیٰ جان

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہاں جائز ہے لیکن مسلمان کو محتاط رہنا چاہیے کہ کہیں اسے نشے والی دوا پلانہ دے یا بلاضرورت روزہ افطار نہ کرا دے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے (2/315۔371)، ابن ماجہ نے (2/1156) ابو داود نے (2/184) میں بروایت جابر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو (اس کے علاج) کے لیے نبیؐ نے طبیب بھیجا جس نے اس کے بازو کی رگ پر داغ لگایا، اور مسند احمد (1/42) میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک طبیب میرے اس زخم کا معائنہ کرنے بھیجا، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عرب طبیب کو پیغام بھیجا تو اس نے عمر رضی اللہعنہ کو نبیذ پلایا اور نبیذ کو خون سے تشبیہ دی۔ الحدیث۔

اور الدر المختار (5/219) میں ہے "اور کافر کی بات اگرچہ مجوسی ہی کیوں نہ ہو معاملات میں قبول کی جائے گی۔ دینی امور میں نہیں اور اس پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے مراجعہ کریں فتاوٰی شیخ الاسلام (4/114)۔

امام ابن قیمؒ نے بدائع الفوائد (2/208) میں کہا ہے: "نبیؐ کا بوقت ہجرت عبداللہ بن اریقط الدولی کو راستے کی رہنمائی کیلیۓ اجرت پر رکھنے سے یہ ثابت ہوا حالانکہ وہ کافر تھا کہ طب، سرمہ، ادویات، لکھائی، حساب وغیرہ میں کافر کو رجوع کرنا جائز ہے جب تک ایسا کوئی کام نہ ہو جس میں عدالت شرط ہو اور صرف کافر ہونے سے یہ لازم نہیں آیا کہ اس پر بالکل کسی چیز میں بھروسہ نہ کیا جائے، خاص کر ہجرت کے وقت راہ دکھانے سے زیادہ خطرے والا اور کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ النھی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص209

محدث فتویٰ